# حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

## ۳- محاذِ مصر

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونی ورسٹی)

(۱۴)

### ۱۶۰ عمرو بن عاص کے نام

**عمرو بن عاص کا تعارف:-** بڑی صلاحیتوں کے آدمی تھے، اسلام سے پہلے ان کا شمار قریش کے شہسواروں میں ہوتا تھا۔ چمڑے اور عطر کی تجارت کرتے تھے۔ شام، مصر اور حبشہ کے سفر کر چکے تھے، جہاں مختلف مذاہب کے لوگوں سے ملنے جلنے اور مختلف تمدنوں، طور و طریق اور اخلاق کے مشاہدہ سے ان کی نظر میں وسعت اور خیالات میں توازن پیدا ہو گیا تھا۔ ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ، خالد بن ولید، اور عثمان بن طلحہ مل کر رسول اللہ کی خدمت میں اسلام لانے حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو دیکھ کر صحابہ سے کہا: "مکہ نے اپنے جگر پارے تمھارے پاس پھینک دئے!" رسول اللہ نے عمرو کی بڑی قدر کی اور پہلے ان کو قبائل عرب میں دعوت و اشاعت اسلام کا کام سونپا پھر عُمان میں معلم اور محصّل زکاۃ مقرر کیا۔ ردّہ کی افراتفری میں مدینہ آ گئے اور جب کچھ عرصہ بعد خلیفہ اول نے شام فتح کرنے کئی سالاروں کے تحت فوجیں بھیجیں تو صوبہ فلسطین کی

فتح ایران کو مامور کیا۔ شام میں انھوں نے بڑی لیاقت سے اپنے فرائض انجام دیئے اور کئی نازک موقعوں پر تدبر اور دلیری سے کام لے کر کامیابی حاصل کی۔ جنوبی شام کی فتح اور انتظام میں ان کی خدمات ممتاز تھیں۔

۱۸ھ میں شام کی فتح مکمل ہوئی تو حضرت عمر نے ان کو مصر فتح کرنے بھیجا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصر کا منصوبہ خود انھوں نے بنایا تھا۔ ۲۵ھ تک مصر کے گورنر رہے۔ مصر کے لوگوں نے بالعموم ان کا خیر مقدم کیا، زمینداروں اور کاشتکاروں سے ان کا معاملہ نرم تھا، زراعت کی ترقی اور کاشتکاروں کی بہبودی ان کے پیش نظر تھی گو مرکز کے دباؤ میں آکر وہ اس خواہش کو پورا نہ کر سکے۔ ان کی انسانیت اور رواداری کی ایک مثال یہ ہے کہ جب اسکندریہ کا عظیم اور متمول شہر کئی ماہ کے پُرمشقت اور خوں ریز محاصرہ کے بعد بزورِ شمشیر فتح ہوا تو انھوں نے نہ تو کسی کو قتل کیا، نہ کسی کو قید کیا نہ غلام بنایا بلکہ معاف کر دیا۔ (فتوح البلدان صہ ۲۲۵)

اسکندریہ کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے اُس زمانہ کا ایک مصری عیسائی پادری لکھتا ہے:

"عمرو بن عاص نے معاہدہ کے مطابق جزیہ وصول کیا، گرجا گھروں کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا، نہ لوٹ مار کی نہ کسی کا مال و دولت غصب کیا، بلکہ انھوں نے گورنری کے تمام ایام میں مقامی باشندوں کی حفاظت کی اور ان کو ظلم و تشدد سے اپنی امان میں رکھا"۔ . . (اقتباس از تاریخ مصر تصنیف اسٹینلے لین پول صہ ۱۲)

خراج بڑھانے کے لئے حضرت عثمان نے ایک دوسرا افسر مقرر کیا اور ان کا اقتدار سیاسی و عسکری امور تک محدود کر دیا۔ احتجاجاً وہ مستعفی ہو گئے۔ حضرت عثمان کو ان کی سیاسی و عسکری کارکردگی اور اہلِ مصر میں ان کی مقبولیت کا حال معلوم تھا، اس لئے ان سے اپیل کی کہ استعفیٰ واپس لے لیں پر انھوں نے انکار کر دیا اور کہا: آپ چاہتے ہیں کہ میں "بکری کے سینگ تھاموں اور دودھ دوہے کوئی اور"۔

مصر کی گورنری سے الگ ہو کر وہ فلسطین میں بس گئے اور عافیت کی زندگی گذارنے

لگے، کبھی کبھی مدینہ آتے اور چوں کہ حضرت عثمان سے کھٹکی ہوئی تھی ان پر اعتراض بھی کرتے تھے۔
حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد جب حضرات علی و معاویہ کی آویزش شروع ہوئی تو مؤخرالذکر نے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اُٹھانے کا قصد کیا، مگر انھوں نے اپنی قیمت وصول کی اور اس وقت تک معاویہ کے ساتھ تعاون نہ کیا جب تک ان سے مصر کی گورنری کا وعدہ نہ لے لیا۔
جنگ صفین کے آخری دور میں یہ عمرو ہی تھے جنھوں نے قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے اَنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہ کے نعرے لگانے کی انوکھی تدبیر سوچی جو جنگ بند کرانے اور حضرت علی کی فوج میں پھوٹ ڈلوانے پر منتہی ہوئی۔ حضرت معاویہ کو ان پر بے پایاں اعتماد تھا۔ تحکیم کی مجلس منعقد ہوئی تو یہ ان کے خاص نمایندے بن کر شریک ہوئے اور جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک گھٹیا اور دھوکہ کا کھیل کھیلا[1]۔ پہلی صدی کے چار ماہرین ڈپلومیسی میں غالباً اسی بنا پر ان کو داخل کیا گیا ہے۔ وہ اقتدار و حکومت کے دلدادہ تھے، ان کی زندگی کے متعدد واقعات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ عمرو بن عاص قریش کے ان سپوتوں میں تھے جن کی رگوں میں اجداد کی ریاست و اقتدار کا خون تھا، جو موروثی اور کسبی صلاحیتیں رکھتے تھے، جن کی صلاحیتوں کو اسلام سے پہلے کماحقہ ابھرنے اور جوہر دکھانے کا موقع نہیں ملا تھا، جن کے خون سے ریاست و اقتدار کی پیاس نہیں بجھی تھی، اسلام کے بعد ان کے سامنے ایک وسیع میدان کھلا اور نئی نئی راہیں کھلیں۔ ان لوگوں میں خالد بن ولید، علا حضرمی، سعد بن ابی وقاص، معاویہ، یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص خاص طور پر ذکر کئے جا سکتے ہیں، یہ سب ساتھ کھیلے یا جانے پہچانے تھے اور سب میں کارہائے نمایاں کرنے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا شوق تھا۔
۳۸ھ میں تحکیم کے بعد معاویہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کو مصر کی حکومت دے دی۔ ۴۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمر سے کوئی چھ سات سال بڑے تھے، مرتے وقت ان کی عمر نوے سے متجاوز تھی۔

[1] ان امور میں خاموشی بہترین طریق کار ہے۔

مصر پر فوج کشی کے اسباب اور تاریخ دونوں کے بارے میں ہمارے مورخوں میں اختلاف ہے۔ سیف بن عمر مدعی ہیں کہ فسطاط (بابلیون) اور اسکندریہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ فسطاط اور اسکندریہ ۲۰ھ میں فتح ہوئے، ابن اسحاق کی رائے ہے کہ صرف فسطاط کا علاقہ ۲۰ھ میں فتح ہوا بعض مصری مورخ کہتے ہیں کہ اسکندریہ محرم ۲۰ھ میں سر ہوا اور ابو معشر کا قول ہے کہ اسکندریہ نے ۲۵ھ میں ہتیار ڈالے۔ (طبری ۴/۲۱۶ و فتوح مصر ص۸۰) واضح رہے کہ ۱۶ھ (سیف بن عمر) اور ۲۰ھ (واقدی، ابن اسحاق) فتح کی تاریخیں ہیں، فوج کشی کی نہیں، سیف بن عمر کے حساب سے فوج کشی ۱۵ھ میں ہوئی ہوگی اور واقدی وغیرہ کے حساب سے ۱۸ھ، ۱۹ھ میں۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم کے ایک مستند راوی عثمان بن صالح (م ۲۱۹ھ) کی رائے ہے کہ عمرو بن عاص نے چڑھائی کا منصوبہ ۱۸ھ میں حضرت عمر کے سامنے پیش کیا جب وہ جابیہ آئے ہوئے تھے۔ ابو عبیدہ بن جراح طاعون عمواس میں فوت ہوئے، اسی ہولناک وباء کی تاریخ اکثر مورخوں نے ۱۸ھ بیان کی ہے (سیف بن عمر ۱۷ھ) مرتے وقت ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا جانشین مقرر کیا، کچھ دن بعد ان کو بھی طاعون نے آدبایا، بستر مرگ پر انھوں نے عمرو بن عاص کو جانشین بنایا۔ یہ تقرر حضرت عمر نے رد کر دیا اور یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت عطا کی۔ یہ ساری تبدیلیاں ۱۸ھ میں ہوئیں۔ عمرو بن عاص کو یقیناً حضرت عمر کی کارروائی شاق گذری ہوگی، اولوالعزم آدمی تھے، اپنی صلاحیتوں کا پورا شعور رکھتے تھے اور گورنری کے خواہشمند تھے۔ فلسطین اور شام کی سالاری سے اُن کا دل کھٹا ہوگیا، نظر اٹھائی تو مصر کا میدان خالی پایا، مصر کے جغرافیا اور حالات سے وہ پہلے ہی واقف تھے، چڑھائی کا منصوبہ بنالیا۔ کچھ دن بعد ۱۸ھ میں جب حضرت عمر طاعون میں ہلاک ہونے والے ہزاروں مسلمانوں کی میراث کے الجھے مسئلے سلجھانے جابیہ آئے تو انھوں نے اپنا منصوبہ منظوری کے لئے پیش کیا۔

فوج کشی کے اسباب سے متعلق چار آرا ہیں۔ ایک یہ کہ ۱۸ھ میں جب حضرت عمر

جابیہ آئے ہوئے تھے تو عمرو بن عاص نے اُن کی توجہ فتح مصر کی طرف مبذول کی اور چڑھائی کی اجازت مانگتے ہوئے کہا: اگر آپ نے مصر فتح کر لیا تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوگا، مصر ہر ملک سے زیادہ مال دار ہے اور یہاں کے باشندے ہر ملک سے زیادہ جنگ و پیکار میں بودے ہیں؛ پہلے تو حضرت عمر نے تجویز کی طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا اور ایک نیا محاذ بنانا جب کہ ایران و شام میں جنگ ہو رہی تھی، مناسب نہ سمجھا، لیکن عمرو نے اپنی کوشش جاری رکھی اور کچھ ایسے سبز باغ دکھائے اور ایسی زوردار دلیلیں پیش کیں کہ خلیفہ کو اجازت دینا پڑی۔ اُنھوں نے چار ہزار اور بقول بعض ساڑھے تین ہزار فوج عمرو کی تحویل میں کی اور کہا: یہ فوج لے کر چل دو، میں استخارہ کرتا ہوں، اس کے بعد تمھیں خط لکھوں گا، اگر لکھوں کہ لوٹ آؤ اور میرا خط پڑھتے وقت سرحدِ مصر میں داخل نہ ہوئے ہو تو لوٹ آنا اور اگر خط سرحد میں داخل ہونے کے بعد ملے تو واپس نہ ہونا" باوجود تیز گامی کے ابھی عمرو سرحد سے ورے ہی تھے کہ خلیفہ کا خط آگیا، لیکن انھوں نے نامہ بر سے خط نہیں لیا اور دھاوے مارتے ہوئے مصر کے ایک سرحدی گاؤں میں فروکش ہوئے۔ یہاں خط کھولا اور سب کو سُنایا، اب کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ تھا کہ لوٹ چلو کیوں کہ سرحد پار ہو چکی تھی۔ . . . . . ابن لہیعہ وعثمان بن صالح۔ فتوح مصر ابن عبد الحکم لیدن ۱۹۲۰ء صہ ۵۶۔

دوسری رائے یہ ہے کہ عمرو اپنے ہیڈ کوارٹر فلسطین سے خلیفہ کی بغیر اجازت مصر فتح کرنے نکل کھڑے ہوئے، اور خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کے لئے مصر فتح کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت عمر کو عمرو کی یہ بالا بالا کارروائی ناگوار تو ہوئی تاہم انھوں نے کوئی سخت قدم نہیں اُٹھایا اور فوراً ایک خط لکھا جو سرحد مصر سے ورے عمرو کو موصول ہوا، وہ مضمون بھانپ گئے اس لئے پڑھے بغیر بڑھتے چلے گئے، جب سرحد پار ہوئی تو خط کی مہر توڑی، لکھا تھا:۔

"عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاص کے نام۔ واضح ہو کہ تم اپنی فوج کے ساتھ مصر کی طرف گامزن ہو، جہاں رومی (بازنطینی) فوجیں بہت ہیں اور خود تمہاری فوج ناکافی ہے۔ میری جان کی قسم اگر اس فوج کی تباہی

تمھاری نظر میں اتنی سنگین ہوتی جتنی اپنے سگے بھائیوں کی تو یقیناً تم ان کو لے کر نہ نکلتے۔ اگر تم مصر کی سرحد تک نہ پہنچے ہو تو واپس چلے آؤ۔"......(عثمان بن صالح ابن لہیعہ۔ فتوح مصر صہ۵۶-۵۷ نیز ولاۃ وقضاۃ مصر۔ کندی، بیروت صہ۸۔)

۱۶۲۔ تیسری رائے یہ ہے کہ عمروؓ اپنی فوج کے ساتھ شام کے اہم ساحلی شہر قیساریہ میں تھے اور حضرت عمر جابیہ میں، ان کا دل مصر پر چڑھائی کے لئے بے تاب تھا انھوں نے خلیفہ کو اجازت کے لئے ایک خفیہ مراسلہ بھیجا اور اُن کی کمان میں جو فوج تھی اس کو لے کر رات کے پردہ میں مصر کی راہ لی۔ قیساریہ میں مقیم اسلامی افواج کے دوسرے سالاروں کو جب علم ہوا تو انھوں نے حضرت عمر کو فوراً مطلع کیا کہ عمروؓ چپکے سے مصر فتح کرنے نکل گئے ہیں، ان کی فوج ناکافی ہے، ہمارے خیال میں انھوں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ حضرت عمر نے خوب سوچ سمجھ کر عمروؓ کو لکھا:۔

"واضح ہو کہ تم نے مصر پر فوج کشی کر کے اپنے ساتھی مسلمانوں کے لئے ایک بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ میرا یہ خط اگر تمھیں سرحدِ مصر پار کرنے سے پہلے موصول ہو تو لوٹ آؤ اور اگر سرحد پار کر کے وصول ہو تو پیش قدمی جاری رکھو، میں تمھاری مدد کے لئے کمک بھیجوں گا"(لیث بن سعد۔ فتوح مصر صہ۵۵)

۱۶۳۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ شام کی فتح کے بعد حضرت عمر نے خود مصر پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا اور عمروؓ بن عاص کو لکھا: لوگوں کو مصر پر چڑھائی کی دعوت دو، جو لوگ بخوشی تیار ہو جائیں اُن کو لے کر چل دو" راوی کہتا ہے کہ خط لکھنے کے بعد حضرت عثمان خلیفہ سے ملے تو آخر الذکر نے اُن کو بتایا کہ میں نے عمروؓ کو مصر پر چڑھائی کے لئے لکھا ہے۔ حضرت عثمان چونکے اور کہا کہ عمروؓ نڈر اور بے دھڑک آدمی ہیں، اقتدار وسیادت کے بھی دل دادہ ہیں، مجھے اندیشہ ہے وہ مصر کے حالات کا صحیح اندازہ کئے بغیر ناکافی فوج لے کر

نکل کھڑے ہوں گے اور مسلمانوں کو تباہی میں ڈالیں گے"۔ خلیفہ یہ رائے سن کر پچھتائے اور فوراً عمرو کو لکھا:۔

"اگر میرا یہ خط سرحدِ مصر پار کرنے سے پہلے وصول ہو تو جہاں سے چلے ہو وہیں لوٹ جاؤ اور اگر سرحد پار کر چکے ہو تو پیش قدمی جاری رکھو"۔

(فتوح مصر ص۵۶)

## ۱۶۴۔ عمرو بن عاص کے نام

سرحد مصر میں داخل ہو کر پہلا گاؤں جس پر مسلمان قابض ہوئے عریش تھا۔ اس کے بعد فرما کے ساحلی قلعہ بند اور تجارتی شہر کا محاصرہ ہوا، شہر کے ارد گرد دلدل تھی، تقریباً دو ماہ رومیوں نے مقابلہ کر کے ہتیار ڈالے۔ فرما فتح کر کے عمرو بن عاص نے جنوب کا رخ کیا اور آس پاس کے دیہاتوں اور قصبوں سے معاہدے کرتے بلبیس پہنچے اور اس قلعہ بند شہر کو بھی لگ بھگ دو ماہ میں مسخر کیا، یہاں سے چل کر بابلیون کے قریب فروکش ہوئے، یہ وہ مرحلہ ہے جہاں سے مشکلات بڑھتی ہیں، مقابلہ سخت ہوتا ہے اور ان کو مرکز سے کمک منگانا پڑتی ہے۔ بابلیون (جس کے سامنے کچھ دن بعد فسطاط کی بنیاد رکھی گئی) نیل کے مشرقی کنارہ ایک مشہور قلعہ تھا جس کو ناقابلِ تسخیر بنانے میں قدرت اور انسان دونوں نے حصہ لیا تھا، اس کے مغربی بازو کا دروازہ نیل کو چھوتا تھا اور مشرقی بازو مقطم پہاڑ کی اوٹ میں تھا۔ اس کے مغربی بازو کے سامنے دریا میں ایک قلعہ بند جزیرہ تھا جس کو بابلیون کے مغربی دروازہ سے کشتیوں کے ایک پل کے ذریعہ ملا دیا گیا تھا۔ اس جزیرہ کے قلعہ میں ہتیار جمع رہتے تھے اور اگر بابلیون پر کوئی آفت آتی تو اس میں پناہ لی جاتی تھی۔ بابلیون حاکم مصر مقوقس کے لڑکے کا ہیڈ کوارٹر تھا، اس کی فتح بالائی اور زیریں مصر کی فتح کا قفل تھی۔ بقول واقدی بلبیس کے قریب جرفت نامی ایک قصبہ تھا (یاقوت کی معجم اور مقدسی کی احسن التقاسیم میں اس کا کوئی ذکر نہیں) جیان کے باشندوں سے معاہدہ

ہو گیا تھا، جُرف کے نزدیک مسلمان تو جیں فروکش ہوئیں۔ عمرو بن عاص جانتے تھے کہ مقوقس نے رسول اللہ کی دعوت اور خط کا احترام کیا تھا، اور اسلام کو اچھی نظر سے دیکھتا تھا، اس لئے ان کو امید تھی کہ شاید صلح و آشتی سے کام چل جائے اور کسی معاہدہ کے ذریعہ مصر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے انھوں نے مُقوقس کے لڑکے کے پاس سفارت بھیجی۔ یہ عیسائیوں کے رمضان کے دن تھے، اس زمانہ میں نہ تو مُقوقس دربار کرتا تھا اور نہ کسی سفارت سے ملتا تھا مُقوقس کے لڑکے نے کہا کہ پانچ دن بعد جب روزے ختم ہوں گے تو سفارت کو باریابی کا موقع ملے گا اس وقت تک جنگ و جدال بند رکھ کر انتظار کیجئے۔ دراصل اس کی نیت خراب تھی، اس نے مُقطّم پہاڑ میں مسلمانوں کے قریب کچھ رسالے چھپا دیئے اور جمعہ کے دن جب سب لوگ نماز میں مشغول تھے اچانک حملہ کر دیا۔ چار سو چھتیس مسلمان مارے گئے جن میں سا کثر اکابر تھے۔ عمرو بن عاص نے تمام واقعات کی مفصل رپورٹ مرکز کو بھیجی اور لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری فوج اتنی کم ہے کہ بغیر کمک کام نہیں چل سکتا۔ حضرت عمر نے جواب دیا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاص کو، میں اس مالک کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے آقا محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ مصر (بابلیون) میں دشمن کے دھوکہ سے تم کو جو نقصان پہنچا اس کا حال معلوم ہوا۔ ابن عاص! تم پر لازم تھا کہ دشمن کی طرف سے مطمئن نہ ہوتے اور اس کے دھوکہ میں نہ آتے، میں تمھیں خوش تدبیر اور بیدار ہوش سمجھتا تھا! بہر حال مشیتِ ایزدی ہو کر رہتی ہے۔ آئندہ خوب چست و مستعد رہو اور دشمن کی طرف سے کسی وقت بے خوف نہ ہو۔ فوج کا سالار ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمھیں اپنا فرماں بردار رہنے کی توفیق عطا کرے۔ میں نے ابو عبیدہ (بن جرّاح) کو لکھا ہے کہ تمھاری مدد کو لشکر بھیجیں والسلام۔"

فتوح الشام واقدی (ذکر فتوح مصر) ۲/۴۳

فتوح شام واقدی کے مطابق عمروبن عاص نے مصر پر فوج کشی ابو عبیدہ (حاکم شام) کے ماتحت سالار کی حیثیت سے کی تھی، حضرت عمر کا وہ خط جس میں انھوں نے ابو عبیدہ کو ہدایت کی ہے کہ عمرو کو مصر پر چڑھائی کرنے بھیجو "برہان" میں پہلے چھپ چکا ہے۔ اکثر مورخوں کی رائے ہے کہ ابو عبیدہ ۱۸ھ یا ۲۱ھ کے طاعون عمواس میں فوت ہوئے، لیکن فتوح الشام واقدی میں وہ مصر کی فتح کے بعد تک زندہ رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا خط کی تاریخ فتوح الشام میں ۲۲ھ بیان ہوئی ہے، یعنی بابلیون کے قریب مسلمانوں پر نماز جمعہ کی حالت میں جب حملہ ہوا تو وہ ہجرت کا بائیسواں سال تھا۔

## ۱۶۵۔ عمرو بن عاص کے نام

مصر پر فوج کشی کے دوران مسلمانوں کو جہاں سب سے پہلے اپنی کمزوری اور نارسائی کا احساس ہوا وہ بابلیون کا محاذ تھا۔ جیسا کہ ہم نے پڑھا یہ ہولناک قلعہ ایک طرف مقطم پہاڑ اور دوسری طرف نیل کی اوٹ میں واقع تھا۔ مصر کی ساری رومی و قبطی طاقت اس کے دفاع پر لگادی گئی تھی کیونکہ اس کا سقوط مصر کے سقوط کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ قلعہ اور اس کی نہایت مسلح افواج کی کمان ایک لائق رومی جنرل کررہا تھا اور خود مقوقس اپنے ہیڈ کوارٹر اسکندریہ سے اہل قلعہ کا دل بڑھانے اور رہنمائی کرنے آگیا تھا۔ قلعہ کے سامنے ایک بڑی خندق کھودی گئی جس کو کئی جگہ پلوں کے ذریعہ قلعہ سے ملا دیا گیا تھا اس خندق پر کئی دروازے تھے جن کے سامنے کافی رقبہ میں لوہے کے گوکھرو بچھا دیے گئے تھے تاکہ حملہ آور دروازوں سے ہوکر قلعہ تک نہ پہنچ سکیں مسلمان فوجیں چار ہزار کے لگ بھگ تھیں، کئی ماہ مقابلہ ہوا، پر نہ تو قلعہ فتح ہوا اور نہ رومیوں کی جارحانہ سرگرمیاں کم ہوئیں، عمرو بن عاص اپنی پوری کوشش کرچکے تھے، کمک کی سخت ضرورت تھی، اس کے لئے انھوں نے مرکز کو عریضہ لکھا، حضرت عمر نے بلاتاخیر چار ہزار مجاہدوں کی ایک فوج چار سالاروں کے تحت جن کے لیڈر زبیر تھے روانہ کی اور سپہ سالار کو یہ مراسلہ بھیجا:-

"چار ہزار کی کمک بھیج رہا ہوں، ہر ہزار پر ایک ایسے سورما کو سالار مقرر کیا ہے جو خود ہزار مرد کے مساوی ہے: زُبیر بن عوّام، مِقداد بن عَمرو، عُبادہ بن صامِت، اور مَسلَمہ بن مُخلّد - اب تمھارے پاس بارہ ہزار کے برابر فوجی قوت ہے اور بارہ ہزار کے ہارنے کی وجہ قلت تعداد نہیں ہو سکتی"....

..... کنز العمال ۳/۱۵۱ د فتوح مصر صدا۶ -

بارہ ہزار کی تفصیل یہ ہے: چار ہزار عَمرو بن عاص کے ساتھ تھے، چار ہزار کمک آئی اور چار ہزار کے مساوی چاروں سالار تھے - یہ لیث بن سعد کی توجیہ ہے - متعدد دوسرے مصری راویوں نے جن میں ابن لہیعہ اور یزید بن حبیب شامل ہیں کہا ہے کہ کمک کی تعداد بارہ ہزار تھی اور سب ملا کر مسلمان پندرہ ہزار سے زیادہ تھے -

## ۱۶۶ - عَمرو بن عاص کے نام

بابلیون فتح کر کے عَمرو بن عاص نے اسکندریہ کا رخ کیا - راستہ میں جن قصبوں ملے جنگ کی ان کو زور تلوار فتح کیا اور جنہوں نے جزیہ دینا پسند کیا ان سے معاہدے کیے - اسکندریہ کی عملداری اور مضافات میں کئی دیہاتوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، ان کی عورتیں بچے غلام بنا لئے گئے اور فوج میں بٹ گئے، ان میں سے کافی تعداد فروخت ہونے مکّہ، مدینہ اور یمن کے بازاروں میں پہنچ گئی اسکندریہ کے حاکم نے جس کا نام ہمارے راویوں نے نہیں بتایا، عَمرو بن عاص کو پیغام بھیجا کہ میں روم اور فارس کے بادشاہوں کو جو تم سے کہیں زیادہ ناپسندیدہ تھے، جزیہ دیتا رہا ہوں - تم کو خوشی سے جزیہ دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم ان غلاموں کو لوٹا دو جنہیں میرے ماتحت گاؤوں سے تم نے پکڑا ہے"، عَمرو بن عاص نے کہلا بھیجا کہ میں تمھاری تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجتا ہوں، ان کا جیسا حکم ہوگا ویسا کروں گا، خلیفہ کا فرمان آنے تک ہم دونوں اگر جنگ سے باز رہیں تو بہتر ہے سالار اعلیٰ نے حاکم اسکندریہ کی تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجی تو یہ جواب آیا:-

"تمہارا خط موصول ہوا، تم لکھتے ہو کہ اسکندریہ کا حاکم اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہے کہ اس کے ماتحت علاقہ سے جن لوگوں کو تم نے غلام بنایا ہے لوٹا دو۔

(۲) میری جان کی قسم، مستقل جزیہ کی آمدنی جس سے ہمارا اور بعد کے مسلمانوں کا بھلا ہو اس مالِ غنیمت سے مجھے کہیں زیادہ پسند ہے جو فوج آپس میں بانٹ لے اور عام مسلمان اس سے متمتع نہ ہو سکیں۔

(۳) تم حاکمِ اسکندریہ کی تجویز اس شرط پر مان لو کہ جو غلام موجود ہیں ان کو اسلام اور اپنی قوم کے مذہب پر قائم رہنے کا اختیار دیا جائے۔

(۴) ان میں جو اسلام قبول کرلیں گے وہ مسلمانوں کے زمرہ میں شامل ہوں گے، ان کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی۔

(۵) جو لوگ اپنی قوم کا مذہب اختیار کریں گے ان پر اتنا ہی جزیہ لگایا جائے گا جتنا ان کے دوسرے ہم مذہبوں پر۔

(۶) رہے وہ لوگ جو غلام ہو کر مکہ، مدینہ اور یمن جا چکے ہیں، تو ان کی واپسی ہمارے بس سے باہر ہے اور ہم کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتے جس کو پورا کرنے سے قاصر ہوں۔" (ابن اسحاق - طبری ۴/ ۲۲۷)

## ۱۶۷- عمرو بن عاص کے نام

ابن عبد الحکم نے اپنی فتوح مصر، میں چار دیہاتوں کے نام لئے ہیں جو اسکندریہ کی عملداری میں تھے اور جن کو بزورِ تلوار فتح کیا گیا تھا۔ ان میں ایک دیہات کا نام سُلطَیس تھا، یہاں سے جو عورتیں اور بچے غلام بنائے گئے تھے خاص ان کے بارے میں حضرت عمر کا ایک خط یا اس کا حصہ ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:-

"اہلِ سُلطیس کے جو غلام تمھارے پاس ہوں ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کے حقوق و ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور اگر وہ اپنے مذہب پر رہنا چاہیں تو ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ اپنے گاؤں چلے جائیں۔"

اِن چار دیہاتوں کے ساتھ اس "خاص سلوک" کی فتوح مصر میں مختلف توجیہات مختلف راویوں نے پیش کی ہیں لیکن ان میں وہ توجیہہ نہیں جو ابن اسحاق کی متذکرہ بالا روایت اور خط میں ہم اوپر پڑھ آئے ہیں۔ (فتوح مصر ص۸۳)

# اسلام کا نظامِ عفت و عصمت

## اپنے انداز کی پہلی محققانہ کتاب

اس کتاب میں عفت وعصمت اور اُن کے لوازم کے ایک ایک گوشہ پر دل پذیر و بصیرت افروز بحث کی گئی ہے اور نظامِ عفت کی اسلامی خصوصیتوں کو نہایت قابلیت اور احتیاط و اعتدال کے ساتھ اُجاگر کیا گیا ہے۔

چند عنوان ملاحظہ فرمائیے۔

اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی عفت وعصمت کی بربادی، اسلام کی اصلاحی جدوجہد عورتوں کے حق میں، عورتوں کی عفت وعصمت کا تحفظ اسلام میں، اسلامی تعلیم سے روگردانی کا انجام، تحفظ عفت وعصمت اور شادی، شادی سے اجتناب اور اس کے نقصانات، مقاصدِ نکاح اور عفت وعصمت، عفت وعصمت کی اہمیت اسلام میں، عفت وعصمت اور تعددِ ازدواج، شادی کرنے والوں کے اختیارات وفرائض، شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا، شوہر کے فرائض و اختیارات، بیوی کے فرائض و اختیارات، عصمت وعفت کے تحفظ کے لئے چند ضروری قوانین، اسلام کا قانونِ طلاق اور عفت وعصمت کی حفاظت، عفت وعصمت کے لوازم، دشمنانِ عفت وعصمت اسلام کی نظر میں۔

اسلام نے پاک دامنی اور عفت کیشی کے جو صاف وشفاف اصول مقرر کئے ہیں ان کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔ کتاب کے مولف - مولانا ظفیر الدین صاحب رفیق ندوۃ المصنفین ہیں۔ صفحات ۳۰۴ بڑی تقطیع۔ کتابت، طباعت، کاغذ نفیس - قیمت غیر مجلد چار روپے - مجلد پانچ روپے۔